بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

XBOD No. L.5254

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ

فی پرچہ ۱ آنہ

جلد ۴۷/۱۲ | ۳۱ اخاء ۱۳۳۷ش ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۵۸ء | نمبر ۲۵۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۳۰ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ

ضعف کی شکایت ہے

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے فضل سے پوری صحت و عافیت کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور حضور کا سایہ جماعت کے سر پر تا دیر سلامت رکھے۔ آمین

کیبنٹ سیکرٹریٹ دفاع اور امور کشمیر کے محکمے صدر کے پاس رہیں گے

منظور قادر اور حبیب الرحمن نے بھی صدارتی کابینہ کے ارکان کی حیثیت سے حلف اٹھا لیا۔

کراچی ۳۰ اکتوبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ کیبنٹ سکرٹریٹ دفاع اور امور کشمیر کے محکمے خود صدر مملکت جنرل محمد ایوب خاں کے پاس رہیں گے۔ صدر کی کابینہ میں باقی محکموں کی تقسیم اس طرح ہو گی جس کا اعلان پیر کو وزیر اعظم کی کابینہ کی تشکیل کے وقت کیا گیا تھا۔ دریں اثناء کل مرکز کی صدارتی کابینہ کے دو مزید ارکان مسٹر منظور قادر اور مسٹر حبیب الرحمن نے عہدوں کے حلف اٹھا لئے۔ مسٹر منظور قادر کو کابینہ میں امور خارجہ اور تعلقات دولت مشترکہ کا محکمہ اور مسٹر حبیب الرحمن کو اطلاعات نشریات اور تعلیم کے محکمے دیئے گئے ہیں۔ ان وزراء سے عہدوں اور رازداری کے حلف صدر جنرل محمد ایوب خاں نے لئے۔ مسٹر حبیب الرحمن کل ہی صبح کراچی پہنچے تھے۔ ان دو اصحاب کی شرکت سے اب مرکزی کابینہ کے ارکان کی تعداد بارہ ہو گئی ہے۔ ایک اور نامزد رکن مسٹر شعیب پاکستان سے باہر ہیں اور جلدی کراچی پہنچ کر حلف اٹھا لیں گے۔

صدر کی کابینہ کے گیارہ ارکان کے محکمے وہی ہوں گے جن کا اعلان اس وقت کیا گیا تھا جب انہوں نے پیر کے روز وزیر اعظم کی کابینہ کے عہدوں کے حلف اٹھائے تھے۔ کابینہ کے گیارھویں رکن مسٹر ایم شعیب نومبر کے پہلے ہفتہ میں کراچی پہنچ جائیں گے۔

نئے وزیر خارجہ مسٹر منظور قادر کل اپنی وزارت کا حلف اٹھانے کے بعد دفتر خارجہ میں گئے اور نصف گھنٹہ تک وزارت کے اعلیٰ افسروں سے بات چیت کرتے رہے۔ انہوں نے وزارت خارجہ کے قائمقام سکرٹری مسٹر اقبال اطہر اور جائنٹ سکرٹری کرنل عابد نواز سے اہم معاملات پر تبادلۂ خیال کیا اور مختلف شعبوں کا معائنہ کیا۔

درآمدی لائسنس خریدنے والوں کو ہدایت

لائسنسوں کی خرید سے متعلق ضروری کوائف مہیا کریں

لاہور ۳۰ اکتوبر۔ ڈپٹی سب ایڈمنسٹریٹر مارشل لاء نمبر ا سب سیکٹر ڈسول ضلع لاہور نے یہ حکم جاری کیا ہے۔ حکم نمبر ۲۳۔ میں حکم دیتا ہوں کہ جن اشخاص نے کسی ایسی فرم یا ایسے شخص سے کسی قسم کا پرمٹ یا درآمدی لائسنس خریدا ہو جسے سابقہ حکومت محکمے یا متعلقہ افسروں نے یہ پرمٹ یا لائسنس دیا تھا۔ وہ مارشل لاء ڈپٹی سب ایڈمنسٹریٹر سول ضلع لاہور کو مندرجہ ذیل کوائف پیش کریں۔

(الف) جس شخص سے پرمٹ یا لائسنس خریدا گیا ہو۔ اس کا نام اور پتہ (ب) درآمدی لائسنس یا پرمٹ کے کوائف (ج) جس قیمت پر خریدا گیا ہو۔ جو اشخاص ۱۵ نومبر ۵۸ء تک مندرجہ بالا کوائف پیش کر دیں گے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

انصار اللہ کا سالانہ اجتماع

انصار اللہ کا سالانہ اجتماع انشاء اللہ العزیز ۳۱ اکتوبر اور یکم نومبر بروز جمعہ و ہفتہ منعقد ہو گا۔ انصار اس میں بکثرت سے شرکت فرمائیں۔ افتتاحی اجلاس نماز جمعہ کے بعد شروع ہو گا۔

قائمقام قائد عمومی

مبشرین اسلام نفسیات کے اصولوں سے فائدہ اٹھا کر صداقت اسلام کو زیادہ کامیابی کے ساتھ پھیلا سکتے ہیں

انہیں چاہیئے کہ وہ نہ صرف اس علم سے فائدہ اٹھائیں بلکہ اپنے تجربات کی رو سے خود اس کی افادیت میں اضافہ کریں

جامعہ احمدیہ کی مجلس علمی میں محترم جناب پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کا فکر انگیز لیکچر

ربوہ ۳۰ اکتوبر۔ محترم جناب پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب صدر شعبہ نفسیات کراچی یونیورسٹی نے کل یہاں جامعہ احمدیہ کی مجلس علمی میں جامعہ کے اساتذہ اور طلباء سے خطاب کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ مبشرین اسلام نفسیات کے اصولوں سے فائدہ اٹھا کر صداقت اسلام کو زیادہ کامیابی اور خوبی کے ساتھ پھیلا سکتے ہیں۔ آپ "مبشرین اسلام اور نفسیات" کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔

مجلس علمی کے اس اجلاس میں جامعہ کے استاذ مکرم جناب مولوی غلام باری صاحب سیف نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ محترم قاضی صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر کو واضح فرمایا کہ بلاشبہ ہر شعبہ زندگی میں نفسیات کی اہمیت مسلم ہے لیکن نفسیات کی اس اہمیت میں غلو کرنا درست نہیں۔ نفسیات کے اپنے حدود ہیں۔ وہ ان کے اندر ہی انسان کے کام آسکتی ہے۔

ان حدود سے بڑھ کر کامیابی کے لئے کلی طور پر نفسیات پر حصر نہیں کیا جا سکتا۔ کامیابی کے لئے اصل چیز صداقت کا حامل ہونا ہے اور صداقت کا اصل انحصار دلائل پر ہے۔ البتہ دلائل کے ذریعہ صداقت کو دوسروں کے ذہن نشین کرانے میں نفسیات سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ مبشرین اسلام کو چاہیئے کہ وہ اپنی تبشیری سرگرمیوں میں نہ صرف نفسیات سے فائدہ اٹھائیں بلکہ اپنے تجربات کی مدد سے خود اس کی افادیت میں اضافہ کریں۔ وہ فائدہ بھی اٹھائیں اور فائدہ پہنچائیں بھی۔

دوران تقریر میں محترم قاضی صاحب نے واضح فرمایا کہ نفسیات کا طب کے علم سے خاص تعلق ہے۔ ایک طبیب جس طریق پر ایک مریض کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اور اس کے احوال و واقعات کا مطالعہ کر کے اس کے مرض کی تشخیص کرتا اور پھر کوئی دوا تجویز کرتا ہے۔ اسی طریق سے ماہرین علم النفس نے

(باقی صفحہ ۸ پر)

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء

اسلام اور رواداری

موجودہ زمانے کے مشہور انگریز فلسفی اور مورخ مسٹر ٹائن بی نے رواداری کے مختلف محرکات کا تجزیہ اپنی تصنیف An Historian Approach to Religion (مذہب ایک مورخ کی نگاہ میں) میں بدیں الفاظ کیا ہے:۔

"رواداری کا ادنےٰ ترین منفی محرک وغایت یہ عقیدہ ہے کہ مذہب کی کوئی عملی اہمیت نہیں۔ اس لئے اس سے کوئی بحث نہیں کہ ہمارے ہمسائے کس مذہب کے پیرو ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ منفی محرک وغایت یہ عقیدہ ہے کہ مذہب ایک فریب اور دھوکہ ہے۔ یہ سوال ایک حماقت ہے کہ یہ مذہب صحیح ہے اور یہ غلط اور یہ سچا ہے اور وہ جھوٹا۔ لیکن اس سے بھی زیادہ منفی محرک وغایت یہ خیال ہے جو زیادہ دانشمندانہ اور اس اصول کی پیداوار ہے کہ طاقت کا استعمال لازماً مقاومت کو ابھارتا ہے اور خود حملہ آور پر الٹا اثر انداز ہوتا ہے۔ کیونکہ بیہری بلا اشتعال پہنچائی ہوئی پہلی ضرب کتنی ہی کارگر کیوں نہ ہو۔ مجھے یہ یقین نہیں ہوسکتا کہ میرے ہمسائے سے مجھے اس کا ترکی بہ ترکی جواب نہ ملے گا۔ جس کو بلاوجہ حملہ کر کے میں نے اپنا دشمن جانی بنا لیا ہے۔ ایک اور ادنےٰ ترین محرک وغایت اس اصول سے پیدا ہوتی ہے۔ کہ مذہبی تنازعہ ایک امر باعث تکلیف عامہ (Nuisance) ہے جو بآسانی ایک جماعتی خطرہ بن جاتا ہے۔ اس لئے متحارب مذہبی جماعتوں کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کو فنا کرنے کی کوشش کے ذریعہ اموشگی کے بجائے مل جل کر بسر کریں۔ اور دوسروں کو بھی زندہ رہنے دیں۔ اور رواداری کے بارے میں یہ منفی محرکات اور غایات مغربی دنیا کے وہ مقبول محرکات و غایات رہے ہیں۔ جن کو مغربی دنیا نے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کی مذہبی لڑائیوں کی برائیوں کے خلاف رواداری کی صورت میں اختیار کیا۔ لیکن ہمارا مغربی تجربہ اس کا شاہد ہے کہ جو رواداری ایسے منفی محرکات کی پیداوار ہے وہ خطرناک ہے جب تک ہم ان کے مقابلے میں اعلیٰ تر اور ایجابی محرکات وغایات اختیار نہ کریں گے۔ اس امر کی کوئی ضمانت نہیں کہ عدم رواداری اپنا دوبارہ سر نہ اٹھا سکے گی۔ اگر عدم رواداری خود مذہب میں ظاہر نہ ہو۔ تو پھر مذہب کے بجائے کسی اور متبادل نفسیاتی شکل یعنی لادینی نظریہ حیات مثلاً قومیت۔ فاسطیت اور اشتراکیت میں دوبارہ ظاہر ہوگی"۔

(ماخوذ از مذاہب عالم ص۵)

اس تجزیہ سے واضح ہوتا ہے کہ حقیقی رواداری وہی ہو سکتی ہے جس کی بنیاد خود مذہب کے اندر موجود ہو۔ وہ رواداری جس کی بنیاد خود مذہب کے اندر موجود نہ ہو۔ نہ صرف یہ کہ صحیح معنوں میں رواداری نہیں کہلا سکتی بلکہ خطرناک ہوتی ہے کیونکہ جیسا کہ مسٹر ٹائن بی نے کہا ہے ایسی رواداری کا ردعمل لادینی نظریات حیات مثلاً قومیت، فاسطیت اور اشتراکیت وغیرہ کی صورت میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔

ٹائن بی نے جن محرکات کو غیر مفید قرار دیا ہے۔ وہ یہ ہیں (۱) مذہب کی کوئی اہمیت نہیں (۲) تمام مذاہب غلط ہیں (۳) مقابلہ کا خوف (۴) امن کے منافی ہے۔ جہاں تک دنیاوی اور مادی عقل کی رسائی ہے۔ رواداری کے لئے یہی محرکات ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ ٹائن بی نے کہا ہے۔ یورپ کی رواداری ان ہی محرکات کی پیداوار ہے۔ اسلئے اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ وہاں عدم رواداری متبادل نفسیاتی شکل میں ظاہر ہوتی رہی ہے۔

یورپ میں سب سے پہلے عدم رواداری نے نیشنلزم یعنی قومیت کی صورت اختیار کی۔ یعنی فرانس، جرمنی، انگلینڈ، اٹلی، سپین وغیرہ کے باشندے باہم مخالف قومیں ہیں۔ اسی طرح ایشیائی قومیں ہیں ہر ایک قوم اپنی اور صرف اپنی برتری کی کوشش کرتی ہے۔ فلاں شخص چونکہ اطالوی ہے۔ اس لئے وہ ایک انگریز کی نظر میں ادنےٰ ہے۔ یہی قومیتی نظریہ زیادہ شدید ہو کر آخر خبط عظمت کا رنگ اختیار کر گیا۔ جرمن قوم سب اقوام سے بالا ہے۔ اس لئے اس کو سب اقوام پر چھا جانا چاہیئے۔ اسکے بعد اقتصادی لحاظ سے وہاں اشتراکیت ظہور پذیر ہوئی۔ اس کے رو سے یہ بہترین نظریہ حیات ہے۔ باقی تمام نظریات حیات ہیچ ہیں۔ اور ان کو مٹا دینا چاہیئے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تمام وہ مذاہب جن کی بنیاد انبیاء علیہم السلام نے رکھی ہے حقیقی رواداری کے علمبردار ہیں۔ لیکن امتداد زمانہ سے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات عقلیت کے ساتھ دب گئیں۔ اس لئے ان کا اثر بھی زائل ہو گیا۔ صرف ایک اسلام ہے جس کی تعلیمات اپنی اصل شکل میں آج بھی موجود ہیں۔

قرآن کریم اسی صورت میں موجود ہے جس صورت میں یہ نازل ہوا تھا۔ اس کے مطالعہ سے ہر کوئی معلوم کر سکتا ہے۔ کہ اسلام کے نزدیک رواداری ایک بنیادی چیز ہے۔ اسلام نے صرف اس طرف اشارے ہی نہیں کئے۔ بلکہ نہایت واضح الفاظ میں اور مختلف پیرایوں سے وضاحت کی ہے کہ دین کا تعلق براہ راست اللہ تعالےٰ سے ہے۔ اور عقائد میں ذرا سا جبر بھی روا نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

(۱) لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغي
دین میں کوئی جبر نہیں۔ گمراہی سے ہدایت ممیز کر دی گئی ہے۔

(۲) من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر
جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کرے۔

(۳) لکم دینکم ولی دین
تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

(۴) لست علیھم بمصیطر
(اے محمدؐ) آپ لوگوں پر خدائی فوجدار نہیں ہیں۔

ہم نے یہاں صرف چند حوالے دیئے ہیں ورنہ قرآن کریم میں "رواداری" پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ کہا جا سکتا ہے کہ تمام قرآن کریم پر رواداری کی روح چھائی ہوئی ہے۔

ہمیں تسلیم ہے کہ بعد میں خود مسلمانوں نے بیرونی اثرات کے ماتحت قرآن کریم کی ان تعلیمات پر کما حقہ عمل نہیں کیا۔ تاہم اسلامی تاریخ خاص کر پہلی چند صدیوں کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ مسلمانوں نے مذہبی رواداری کا جو نمونہ پیش کیا ہے۔ کسی مذہب نے ویسا بلکہ اس سے قریب بھی ظاہر نہیں کیا۔

اسلامی تعلیمات کے نزدیک "عدم رواداری" اسلام کا نہیں بلکہ غیر اسلام کا وطیرہ بتایا گیا ہے۔ قرآن کریم میں جا بجا منکرین کا وطیرہ ہی یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ جبر کا طریقہ استعمال کرتے رہے ہیں۔ اور ایذا دہی سے دین سے منحرف کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

اسلام اس لئے رواداری کی تعلیم نہیں دیتا کہ اس کے نزدیک مذہب کوئی اہم چیز نہیں ہے۔ اور وہ اس سے بے غرض ہے کہ اس کے ہمسائے کیا مذہب رکھتے ہیں۔ نہ وہ اس لئے رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ کہ تمام مذاہب غلط ہیں۔ اس لئے ان میں تفریق کرنا حماقت ہے نہ اسلام اس لئے رواداری سکھاتا ہے۔ کہ وہ مقابلہ سے خائف ہے یعنی غیر مذاہب والے بھی اینٹ کا جواب اینٹ سے دیں گے۔ اور نہ وہ اسلئے رواداری کی تلقین کرتا ہے۔ کہ وہ صرف امن شکنی نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ اسلام اس لئے رواداری سکھاتا ہے۔ کہ وہ رواداری کو جزو ایمان قرار دیتا ہے۔ وہ ہر انسان کو حق دیتا ہے۔ کہ جو عقیدہ وہ اختیار کرے کسی دباؤ سے نہ کرے۔ بلکہ اچھی طرح سوچ سمجھ کر اور جانچ پڑتال کر کے اختیار کرے۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان نہ صرف اپنا جسم اللہ تعالےٰ کے سپرد کرے بلکہ اپنا دل بھی سپرد کرے اپنا سب کچھ سپرد کرے۔ اللہ تعالےٰ نہیں چاہتا کہ اس کی عبادت کسی گندگی سے آلودہ ہو۔ بلکہ وہ اپنی پرستش ہر ریاکاری سے پاک چاہتا ہے۔ اس لئے وہ ہر انسان کو اختیار دیتا ہے کہ جو لائحہ حیات ہم نے بالوضاحت تمہارے سامنے پیش کیا ہے اس پر غور کرو اگر تمہارا دل تسلیم کرے کہ تمہاری نجات اسی راستہ کو اختیار کرنے میں ہے۔ تو اختیار کرو ورنہ نہ کرو کیونکہ ہم کھوٹی ہوئی عقیدت کے گاہک نہیں ہیں ہم تو کھرا سونا چاہتے ہیں جو ہر کھوٹ سے ہر میل سے پاک ہو۔

الغرض اسلام میں مذہبی رواداری بنیادی حیثیت رکھتی ہے محض کسی دنیاوی مصلحت کی بناء پر نہیں۔ اسلام کا خدا رب العالمین اور اسلام کا رسول رحمۃ للعالمین اور اسلام کی کتاب ...

جماعت احمدیہ کے ذریعہ قرآن شریف کی وسیع اشاعت

(از مکرم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل سابق مبلغ بلاد عربیہ)

جماعت احمدیہ کی بنیاد خدا تعالےٰ کے حکم سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ اس (چودھویں) صدی کے سر پر رکھی گئی۔ اور اس کا مقصد یہ قرار دیا گیا۔ کہ دین اسلام کو زندہ کیا جائے اور شریعت محمدیہ کو از سر نو دنیا میں قائم کیا جائے اور خدا تعالیٰ کی وہ پیشگوئی جو قرآن شریف کی سورۃ صف میں (ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ) کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ یعنی قرآن شریف کو تمام ادیان کے مقابلہ میں بزرگ و برتر کر کے دکھلایا جائے اس کے ذریعہ پوری کی جائے۔

جب ہم اسلام کا لفظ بولتے ہیں تو اس کا صحیح اطلاق قرآن شریف پر ہوتا ہے کیونکہ حقیقی اسلام وہی ہے جو قرآن شریف کے اندر بیان ہوا ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے خواہ وہ احادیث ہوں۔ یا فقہ یا تصوف یا کوئی اور علم و معرفت وہ سب قرآن شریف کے مؤید و خادم ہونگے۔ ان کی مستقل حیثیت قرآن شریف کے بغیر کچھ بھی نہیں اور اگر خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن کے مخالف یا مقابلہ میں کوئی کتاب اس کی نظیر اور شریک کے طور پر خیال کی جائے تو یہ سراسر باطل ہوگا۔

اسلامی تاریخ اس بات کی گواہی دے سکتی ہے۔ کہ گیارھویں صدی ہجری سے تیرھویں صدی کے آخر تک گو تصوف و حدیث و فقہ و منطق و فلسفہ و طب اور علوم عربی زبان (صرف و نحو و لغات) خاص طور پر تمام اسلامی ممالک میں بڑے زور و شور سے پڑھے اور پڑھائے اور ان پر بہت سی کتابیں لکھی جاتی رہی ہیں۔ اور حلقہ ہائے درس گرم ہوتے رہے ہیں۔ مگر ان کے مقابل پر قرآن شریف کی غیر مسلموں میں اشاعت اور اس کے آیات بینات کا غیر قوموں پر اظہار یا بالفاظ دیگر غیر قوموں کو قرآن مجید کے ذریعہ اسلام کی طرف دعوت قریباً مفقود تھی۔

"بنیم کہ ہیچے بہ غم نفس مبتلا است
کس را غمِ اشاعت فرقاں بجاں نماند"

جب خدا تعالیٰ کی یہ مشیت ہو گئی کہ وہ اپنی پاک کتاب قرآن شریف کا مرتبہ دنیا میں ظاہر کرے اور تمام وہ عقائد فاسدہ اور اوہام باطلہ جو اکاس بیل کی طرح قرآن شریف پر چپک دیئے گئے تھے۔ اور اس کی طرف منسوب کر دیئے گئے تھے۔ ان کو دور کرے تو اس نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔ اور آپ کو خود قرآن شریف سکھایا۔

آپ نے سب سے پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں قرآن شریف کی حقیقت اور سچائی اور اس کا اعلیٰ و افضل و اکمل ہونا اور اس کی شان کا تمام کتب سماویہ سابقہ سے بزرگ و برتر ہونا نظم و نثر اردو اور فارسی میں بیان فرمایا۔ جس کا ایک نمونہ یہ ہے :-

از نور پاک قرآں صبح صفا دمیدہ
بر غنچہ ہائے دلہا باد صبا وزیدہ
ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد
ویں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ
یوسف بقعر چاہے محبوس ماند تنہا
ویں یوسفے کہ تنہا از چاہ برکشیدہ
از مشرق معانی صد ہا دقائق آورد
قد ہلال نازک زاں ناز کی خمیدہ
کیفیت علومش دانی چہ شان دارد
شہدیست آسمانی از وحی حق چکیدہ
آں نیر صداقت چوں رو بعالم آورد
ہر بوم شب پرستی در کنج خود خزیدہ
روئے یقیں نہ بیند ہرگز کسے بدنیا
الا کسے کہ باشد با رویش آرمیدہ

آنکس کہ عالمش شد شد مخزن معارف
واں بے خبر ز عالم کیں عالمے ندیدہ
باراں فضل رحمان آمد بمقدم او
بد قسمت آنکہ از وے سوئے دگر دویدہ
میل بدی نباشد الا رگے ز شیطاں
آں را بشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ
اے کان دلربائی دانم کہ از کجائی
تو نور آں خدائی کیں خلق آفریدہ
میلم نماند باکس محبوب من توئی بس
زیرا کہ زاں فغاں رس نورت بما رسیدہ"

آپ نے قرآن پاک کی محبت دلوں میں ڈالدی اور اس کے حسن کا جلوہ ایسے طور پر لوگوں کو دکھلایا کہ ہر صادق الایمان آپ کی اقتداء میں یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

براہین احمدیہ کے ذریعے دنیا کو علم ہوا کہ قرآن شریف ایسی اعلیٰ اور بے نظیر کتاب و بے مثل کتاب ہے کہ اس کی موجودگی میں ہم کسی دوسری کتاب کے محتاج نہیں اور "حسبنا کتاب اللہ" ہمارے لئے خدا کی کتاب ہی بس ہے۔ سو فیصدی صحیح عقیدہ ہے۔ اور ہم لوگوں کو اسلام میں اس کے ذریعہ داخل کر سکتے ہیں۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی تلوار و بندوق یا کسی جنگ و جہاد (لڑائی) کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اور یہی وہ حقیقت یا راز سربستہ تھا جو جماعت احمدیہ کے ہر فرد کے دل میں منقوش ہو گیا لہٰذا جماعت احمدیہ نے اپنی تمام تر توجہ قرآن شریف کی طرف مبذول کر لی اور اس کے غیروں سے اپنا دل چھڑا لیا اور سیف و سنان کا انتظار یا ان کو استعمال کرنے کی بجائے

جاھدھم بہ جھادا کبیرا

قرآن شریف کے ذریعہ جہاد کبیر شروع کیا۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد خدا تعالیٰ کے حکم سے قادیان میں رکھی گئی۔ ملک کی مشترکہ زبان اردو تھی۔ اس لئے سب سے پہلے قرآن شریف کی اشاعت اردو زبان میں شروع ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور آپ کے ملفوظات جو قرآن شریف کے علوم کے خزانے ہیں ملک کے گوشہ گوشہ میں شائع ہوئے اور مسلمانوں۔ ہندوؤں۔ عیسائیوں یہود اور دہریوں پر قرآن شریف کی شان کو ظاہر کیا گیا۔

پھر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے کئی مرتبہ تفسیر اور اردو ترجمۃ القرآن شائع ہوئے۔

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

علوم جدیدہ کو اسلام کے تابع کرنا چاہئیے

ضرورت ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو۔ اور بڑے جد و جہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے۔ اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے۔ وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے۔ اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے۔ الٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو۔ کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے۔ یعنی دینی خدمات وہی بجا لا سکتا ہے۔ جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔ بات یہ ہے۔ کہ ان علوم کی تعلیمیں یا دہریت اور فلسفیت کے رنگ میں دی جاتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان تعلیمات کا دلدادہ چند روز تو حسن ظن کی وجہ سے جو اس کو فطرتاً حاصل ہوتا ہے۔ رسوم اسلام کا پابند رہتا ہے۔ لیکن جوں جوں ادھر قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ اسلام کو دور چھوڑتا جاتا ہے۔ اور آخر ان رسوم کی پابندی سے بالکل ہی رہ جاتا ہے اور حقیقت سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور ہوا ہے۔ یکطرفہ علوم کی تحقیقات اور تعلیم میں منہمک ہونے کا۔ بہت سے لوگ قومی لیڈر کہلا کر بھی اس رمز کو نہیں سمجھ سکتے کہ علوم جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے۔ جب محض دینی خدمت کی نیت سے ہو۔ اور کسی اہل دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مرد خدا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے

(ملفوظات اصفحہ ۶۶-۶۷)

رسالہ تفسیر القرآن کا اجراء ہوا۔ جو حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب تحریر فرماتے تھے۔ اور چھ سال تک یہ تفسیر شائع ہوتی رہی۔

شیخ محمد یوسف صاحب مرحوم ایڈیٹر نور نے قرآن مجید کا گورمکھی اور ہندی میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر کبیر ۱۹۳۹ء سے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر ہندوستان و پاکستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل رہی ہے۔ اور ایک عالم کو قرآن شریف کا عاشق بنا رہی ہے۔

گذشتہ سال آپ کی تفسیر صغیر بھی اردو دانوں کے لئے بطور نعمت غیر مترقبہ منصۂ شہود پر آ گئی ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

گو برّ صغیر ہندوستان و پاکستان میں قرآن شریف کی اشاعت ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اور چالیس کروڑ بندگان خدا کو خدا تعالیٰ کی کتاب کے حسن و احسان اور جمال و کمال سے روشناس کرانا خاص مردان خدا کا ہی کام ہے۔ مگر بندگان خدا صرف اسی ملک میں ہی محدود نہیں۔ بلکہ اس کے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں بھی کروڑوں کروڑ موجود ہیں۔ اور ان کی زبانیں بہ مصلحت الٰہی مختلف ہیں۔ اور وہ عربی زبان سے (بجز اہل ممالک عربیہ) آشنا نہیں۔ اور وہ بھی خدا تعالیٰ کی رحمت کے محتاج ہیں۔ اسلئے ضروری تھا کہ سارے جہان میں یہ نعمت پھیلائی جاتی۔ اور ان کی زبانوں میں ان کو قرآن شریف کے مطالب سے آگاہ کیا جاتا۔ لہذا جماعت احمدیہ کے موجودہ امام

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس طرف بھی توجہ فرمائی۔ اور ۱۹۴۵ء میں یہ تحریک فرمائی۔ کہ دنیا کی آٹھ بڑی بڑی زبانوں میں جو اس وقت دنیا کے معتدبہ حصوں میں رائج ہیں۔ یعنی انگریزی۔ ڈچ فرنچ۔ پرتگیزی۔ سپینش۔ اٹالین۔ جرمن روسی میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے جائیں۔ اور ان کی دنیا میں کثرت سے اشاعت کی جائے۔ تا دنیا کا بیشتر حصہ قرآن مجید کے مضامین پر اطلاع پا سکے۔ اور وہی قرآن جس نے گذشتہ تیرہ صدیوں میں شرق اوسط شرق ادنیٰ اور شرق اقصیٰ کے لوگوں کو اپنی برکات سے مالا مال کیا۔ اور ان کے دلوں کو اپنا گرویدہ بنا رکھا۔ اب اہل یورپ اور ان کے مفتوح و غلام قوموں کے دلوں کو بھی مسخر کرے۔ اور ان کی تمام نحوستوں کو ان سے دور کرے۔ اور شرک جلی و خفی کا دنیا سے قلع قمع کر دے۔

اس عظیم الشان تحریک پر جو خدا کے اولوالعزم خلیفہ نے کی جس کے دنیا میں آنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے۔ کہ "قرآن شریف کی عظمت لوگوں پر ظاہر کر دے" جماعت احمدیہ نے ہزار ہا روپیہ آپ کی خدمت میں اس غرض کے لئے پیش کیا۔ اور اس کے بعض شاندار نتائج آج ہمارے سامنے ہیں

قرآن شریف کا مکمل انگریزی ترجمہ اور پہلے پندرہ پاروں کی تفسیر شائع ہوئی۔ جو دنیا کی بہت سی اہم شخصیتوں تک پہنچ چکی ہے۔

جرمن ترجمہ قرآن شریف ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا۔ اور جرمنی اور اس کے ملحقہ ممالک میں کثرت سے شائع کیا گیا۔ اس کا ایک نسخہ پریذیڈنٹ سٹیٹ آف اسرائیل کو بھی پیش کیا گیا۔

ڈچ ترجمہ قرآن مجید ۱۹۵۳ء میں شائع ہوا اور ہالینڈ اور ایسٹ انڈیز میں کثرت سے شائع کیا گیا۔ مشرقی افریقہ کے ساحلی علاقوں کے لئے قرآن شریف کا سواحیلی ترجمہ ۱۹۵۳ء میں شائع کیا گیا۔ اور مشرقی افریقہ میں کثرت سے اس کی اشاعت کی گئی۔

الغرض ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ اور بطور تحدیث نعمت کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ نے نہ صرف قرآن شریف کی اصولی تعلیمیں یا جامع اور مختصر تفسیریں (اسلامی اصول کی فلاسفی اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام) ہی ساری دنیا میں کثرت سے شائع کی ہیں بلکہ خود قرآن شریف کی بھی اس قدر وسیع اشاعت کی ہے۔ کہ یورپ و امریکہ و افریقہ و آسٹریلیا اور ہندوستان کے اہل علم بھی اس بات پر زندہ گواہ ہیں۔ کہ قرآن شریف کی جس قدر وسیع اشاعت جماعت احمدیہ نے دنیا میں کی ہے۔ گذشتہ تیرہ صدیوں میں اس قدر اشاعت کسی بھی اسلامی یا غیر اسلامی جماعت نے دنیا میں نہیں کی۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء

اور ان تراجم اور تفسیروں کے تازہ بتازہ ثمرات بھی جماعت احمدیہ نے ہی حاصل کئے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے اس کام کو اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا اور بہت سی سعید روحیں امریکنوں، افریقنوں اور یورپین قوموں سے نعمت اسلام سے مشرف ہوئیں۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ (بدر۔ قادیان)

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت

اور

تاریخ وصال

★ تاریخ ولادت:۔ ۲۰؍اپریل ۵۷۱ء ★ تاریخ وفات:۔ ۲۶؍مئی ۶۳۲ء

—— از مکرم ڈاکٹر محمد شاہد اللہ صاحب پروفیسر راجشاہی یونیورسٹی ——

ذیل کا تحقیقی مقالہ روزنامہ آفاق مورخہ ۲؍اکتوبر ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا ہے۔ یہ مقالہ ڈاکٹر محمد شہد اللہ صاحب پروفیسر راجشاہی یونیورسٹی مشرقی پاکستان کی ذاتی تحقیق پر مبنی ہے۔ (ادارہ)

اسلامی ممالک میں عام طور پر ۱۲؍ربیع الاول کو مولود النبیؐ منانے کا رواج ہے اسی تاریخ کو چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم وصال بھی قرار دیا گیا ہے اس لئے مسلمانوں میں دستور ہے کہ "فاتحہ دوازدہم" پڑھتے ہیں

لیکن یاد رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت نگار ان دونوں تاریخوں پر متفق نہیں ہیں۔ عہد جہانگیری کے مشہور محدث شیخ عبد الحق دہلوی (ولادت ۹۵۸ھ وفات ۱۰۵۲ھ) اپنی عربی کی تصنیف "ما ثبت بالسنۃ" میں لکھتے ہیں کہ روایات میں ولادت نبوی کی چار تاریخیں مذکور ہیں۔ ۲؍ربیع الاول۔ ۸؍ربیع الاول ۱۰؍ربیع الاول اور ۱۲ ربیع الاول۔ اس کا ذکر شیخ قطب الدین قسطلانی نے بھی کیا ہے۔ اور آئمہ احادیث بھی اس سے متفق ہیں۔ احادیث بیان کرنے والوں میں ابن عباس اور زبیر ابن مطعم قابل ذکر ہیں۔ پھر اس کی تصدیق حمیدی اور ان کے استاد ابن حزم نے بھی کی ہے قضعیٰ اپنی کتاب "عیون المعارف" میں لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام سیرت نگاروں کو اس روایت سے اتفاق ہے۔ الزہری نے (جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی سیرت نگاروں میں سے تھے) اس روایت کو محمد ابن زبیر ابن زبیر ابن مطعم کے حوالے سے بیان کیا ہے

محمد ابن زبیر کے متعلق ہر شخص جانتا ہے کہ وہ عربوں کے علم الرجال کا ماہر تھا۔

مورخوں میں سے طبری اور ابن خلدون نے ولادت نبی کی تاریخ ۱۲؍ربیع الاول بتائی ہے۔ ابو الفداء کا بیان ہے کہ حضورؐ ۱۰؍ربیع الاول کو پیدا ہوئے اس کے برعکس ایک سیرت نگار حافظ مغلطائی کا خیال ہے کہ آپ کی تاریخ ولادت ۲؍ربیع الاول ہے۔ متاخرین میں سے محمد طلعت بیگ حرب نے اپنی کتاب "تاریخ الدول عرب والاسلام" میں لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ ولادت ۹؍ربیع الاول ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ یہ تاریخ مصر کے ایک ماہر فلکیات محمود پاشا نے نکالی تھی۔

مولانا شبلی نعمانی اور مولانا محمد اکرم خاں نے محمود پاشا فلکی ہی کا تتبع کیا ہے لیکن ان دونوں حضرات کے سوا کسی بھی جدید سیرت نگار نے ۹؍ربیع الاول کا تذکرہ نہیں کیا۔ اور اکثر مصنفین نے ۸؍ربیع الاول ہی کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ حمیدی، عقیل یونس، ابن یزید، ابن حزم، محمد ابن موسیٰ خوارزم، ابو الخطاب، ابن تیمیہ، ابن قیوم ابن کثیر، ابن حجر عسقلانی، شیخ بدر الدین عینی وغیرہ اس تاریخ پر متفق ہیں۔

تاہم اجماع اس بات پر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت دوشنبہ کے روز ہوئی اس لئے تمام کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں یہ تسلیم کر لینا چاہیئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحیح تاریخ پیدائش ۸؍ربیع الاول بروز پیر ہے۔ انگریزی سال کے مطابق یہ تاریخ ۲۰؍اپریل ۵۷۱ء کے مطابق ہے۔

درخواست دعا

خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ کے پاؤں کا میو ہسپتال میں اپریشن ہو رہا ہے۔ احباب جماعت و بزرگان سلسلہ سے اپریشن کی کامیابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار ان دنوں F.A (سپلیمنٹری) کا امتحان دے رہا ہے۔ میری کامیابی کیلئے بھی احباب دعا فرمائیں۔

(عبد الرشید طارق مغلپورہ لاہور)

اب یوم وصال کی طرف آئیے۔ اس بات پر سب متفق ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پیر کے روز ہوئی۔ لیکن تاریخ کے متعلق اختلافات ہے۔ واقدی ابن سعد اور ابن اسحاق کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول ہے لیکن ابن عقبہ۔ ابو نعیم لیث اور خازمی کی رائے میں یکم ربیع الاول ہے۔ اس کے برعکس ابو مخنف کلبی اور سلیمان التیمی کا خیال ہے کہ تاریخ وصال ۲ ربیع الاول ہے۔ حافظ ابن حجر نے بخاری کی تفسیر اور حافظ مغلطائی نے ۲ ربیع الاول ہی کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ لیکن مولانا شبلی نعمانی نے یکم ربیع الاول کو درست قرار دیا تاہم ماہرین علم نجوم نے ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات یکم ربیع الاول کو ہوئی۔

پھر تمام سیرت نگار اور مؤرخ اس بات پر متفق ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع ۹ ذوالحج ۱۰ھ بروز جمعہ کو ادا کیا۔ اس تاریخ کو بنیاد مان کر دیکھنا چاہیئے کہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کے لگ بھگ پیر کس روز تھا؟ قمری مہینہ چونکہ یا تو ۲۹ دن کا ہوتا ہے یا ۳۰ دن کا۔ اس لئے ذوالحج محرم، صفر اور ربیع الاول کی تمام تاریخوں پر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ یکم ربیع الاول ۱۱ھ کو پیر تھا۔

ایک جدید مصنف نے ۱۳ ربیع الاول پر اصرار کیا ہے۔ لیکن اس تاریخ کو پیر اسی صورت میں آ سکتا ہے کہ محرم اور ذوالحج کی طرح صفر کو بھی تیس دن کا تصور کیا جائے جو ناممکن ہے۔ کیونکہ قمری مہینے پے در پے تین دفعہ تیس دن کے نہیں ہوتے۔

شبلی نعمانی نے بھی یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہی کو صحیح تاریخ وفات قرار دیا ہے اور اس کی تصدیق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے بھی ہوتی ہے۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ قرآن مجید کے دوسرے سیپارہ کی ۲۸۱ ویں آیت حجۃ الوداع کے روز نازل ہوئی جس کے بعد رسول کریم ۸۱ روز تک زندہ رہے۔ ۹ ذوالحجہ ۱۰ھ سے ۸۱ دن یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہی ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ ذوالحجہ کو ۲۹ دن کا تصور کیا جائے۔

پھر ایک اور شہادت بھی موجود ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آخری چہارشنبہ ۲۵ صفر میں آیا۔ جس کے بعد جمعرات کو آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ اور پھر بوجہ ناتوانی کی نماز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پڑھاتے رہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال یکم ربیع الاول کی نماز ظہر سے پہلے ہوا۔ جمعہ کو چار وقت کی نماز۔ ہفتہ کو پانچ وقت کی اور پیر کو ۳ وقت کی نماز۔ گویا ۱۷ اوقات کی نماز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پڑھاتے رہے۔ اور اس طرح آخری چہار شنبہ کی تاریخ ۲۵ صفر ۱۱ھ ہوگی۔

ایک اور حساب سے انگریزی تاریخ بھی نکالی جاسکتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند ابراہیم کی وفات ۲۹ شوال ۱۰ھ کو ہوئی۔ اس روز سورج کو گرہن بھی لگا تھا۔ از روئے نجوم یہ تاریخ ۲۷ جنوری ۶۳۲ء تھی۔ لہٰذا حضور علیہ السلام کا یوم وفات یکم ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۲۶ مئی ۶۳۲ء رہے۔ بعض سیرت نگاروں نے یہ تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۷ جون ۶۳۲ء بتائی ہے۔ جو صحیح نہیں ہے۔

ولادت

خاکسار کی ہمشیرہ عزیزہ صادقہ بیگم مکرم ملک بشیر الحق صاحب ابن مکرم حاجی نصیر الحق صاحب کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ۲۴ اکتوبر ۵۸ء کو پانچ سال کے بعد پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بچی کا نام خاور سلطانہ تجویز فرمایا ہے۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ بچی کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے اور اپنے خاندان کے لئے بابرکت فرمائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

شیخ نور الحق محلہ دارالبرکات ربوہ

درخواست ہائے دعا

اہلیہ صاحبہ مکرم ملک حمید اللہ صاحب ابن محترم مکرم نصر اللہ خانصاحب کراچی میں بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ شیخ نور الحق

محلہ دارالبرکات ربوہ

(۲) مکرم محمد امین صاحب صراف قلعہ صوبا سنگھ کے اہل وعیال بخار میں مبتلا ہیں۔ اس علاقہ میں ان دنوں بخار کا بہت زور ہے۔ احباب ان کے لئے اور دوسرے تمام لوگوں کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا فضل کرے۔ آمین

مکرم محمد امین صاحب نے پانچ روپے الفضل کی اعانت کے لئے بھجوائے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری رضی اللہ عنہ کی

دو زریں نصائح

(از مکرم عبد المنان صاحب شاہد)

۱۔ استاذی المکرم حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ذکر الٰہی کا بے حد شوق تھا۔ آپ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی یاد میں محو اور منہمک رہتے تھے۔ میں نے نہایت توجہ اور پورے غور سے دیکھا ہے کہ آپ کثرت کے ساتھ "یا حی یا قیوم برحمتک استغیث" ذرا اونچی آواز سے پڑھتے رہتے تھے۔ اور جب بھی ہم آپ سے بازار میں ملتے یا آپکے گھر ملاقات کے لئے جاتے تو ہمیشہ ہم کو "ذکر الٰہی" کی نصیحت فرماتے۔ اور فرماتے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کی زبان ہر دم خدا تعالےٰ کے ذکر سے تر رہنی چاہیئے۔ آپ نے اکثر ہم کو تاکیداً فرمایا کہ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث کثرت سے پڑھا کریں۔

ایک دن آپ جب مذکورہ دعا کے متعلق نصیحت فرما چکے۔ تو میرے پوچھنے پر بتایا کہ مجھے یہ دعا دو دفعہ القا ہوئی ہے۔ اس وجہ سے میں اسے کثرت سے پڑھتا ہوں۔

۲۔ ایک دفعہ حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ قرآن مجید روزانہ پڑھتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ ترتیب سے پڑھتے ہو یا جہاں سے قرآن مجید کھل گیا پڑھ لیا۔ میں نے عرض کیا کہ رمضان المبارک میں تو ترتیب سے پڑھتا ہوں۔ مگر دوسرے دنوں میں خاص احتیاط نہیں کی جاتی۔ پھر آپ نے پوچھا کہ کتنا قرآن مجید روزانہ پڑھتے ہو؟ تو خاکسار نے عرض کیا کہ کبھی ایک رکوع اور کبھی دو رکوع اور کبھی کبھی اس سے زیادہ بھی پڑھ لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ قرآن مجید ترتیب سے پڑھنا چاہیئے۔ الحمد للہ سے لیکر والناس تک ترتیب وار ختم کیا جائے۔ اور روزانہ چار رکوع پڑھا کریں۔ کیونکہ صلحاء امت کا یہی طریق رہا ہے کہ وہ قرآن مجید ایک پاؤ یعنی چار رکوع روزانہ پڑھتے تھے۔ اور توفیق کے مطابق اس سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن مجید کثرت سے پڑھنے کی وجہ سے مجھے کافی حصہ زبانی یاد ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ کے درجات جنت الفردوس میں بلند کرتا رہے اور اپنی رضا کی تکمیل فرمائے اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ اللّٰہم آمین

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے لئے

خاص دعاؤں کی تحریک

الفضل مورخہ ۱۸ اکتوبر میں حضور اپنی صحت کے متعلق فرماتے ہیں کہ طبیعت میں کمزوری بہت ہے۔ پچھلے سال کافی چل پھر سکتا تھا۔ لیکن اس سال ڈیڑھ فرلانگ بھی نہیں چل سکتا حضور کے ان مختصر الفاظ سے عیاں ہے کہ حضور کی صحت ان ایام میں بہت کمزور ہے ان حالات میں سب بزرگان سلسلہ اور مخلصین جماعت کا اولین فرض ہے کہ حضور کی کامل صحت کے لئے التزام اور خاص توجہ اور فکر کے ساتھ دعائیں کریں تا اللہ تعالےٰ اپنا خاص فضل نازل فرمائے اور حضور کی ہر ایک کمزوری دور فرما کر پورے طور پر طاقت بخشے۔ آمین۔

اگر ہم اپنی دعاؤں میں پوری باقاعدگی اور توجہ اور عاجزی اختیار کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے خاص فضل اور رحمت سے دستگیری فرمائے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس کے حضور میں احسن طور پر جھکیں اور اس کے فضل کو جذب کرنے والی دعائیں کریں۔ تہجد اور اشراق کی دعاؤں کے لئے خاص اوقات ہیں۔ احباب ان خاص اوقات میں حضور کی کامل صحت کے لئے بہت زیادہ دعائیں کریں۔

جلسہ سالانہ بھی قریب آ رہا ہے۔ لہٰذا ہمیں ابھی سے حضور کے لئے خاص دعاؤں میں مشغول ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھی حضور کے ارشادات سے پوری طرح مستفید ہوں اور کوئی روک حائل نہ ہو۔ آمین

(اللہ بخش ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر۔ راولپنڈی)

فہرست چندہ دہندگان تحریک جدید

(گذشتہ سے پیوستہ)

نام و پتہ	رقم
مس ایم این صدیقی صاحبہ حیدر آباد	۶/-
علی محمد صاحب سیکرٹری مال حلقہ کینال پارک لاہور	۱۹/-
رانا حیاء الدین صاحب دادو	۱۲/-
چوہدری فرزند علی صاحب کھبراج تحصیل سکرنڈ سندھ	۴۲/-
بدر الدین صاحب چک ۸۷ نوالہ لائلپور	۶/-
کونی نظام الدین صاحب ڈگری گھمن سیالکوٹ	۱۲/-
سردار علی صاحب لاٹھیانوالہ لائلپور	۶/-
غلام قاسم صاحب مدرس ڈاہرانوالہ ضلع بہاولنگر	۶/-
شیخ عبد الواحد صاحب سیکرٹری مال دھرم پورہ لاہور	۱۴/۸/-
عبد الرحمٰن صاحب صدر حلقہ مصری شاہ لاہور	۱۳/-
محمد سعید صاحب سیکرٹری مال ملتان	۹/-
نذیر احمد صاحب سیکرٹری مال منٹگمری	۹/۴/-
نذر محمد صاحب نذیر سیکرٹری مال گوڑھی شاہو لاہور	۹/-
چراغ دین صاحب حلقہ سنت نگر لاہور	۲۵/۸/-
ناصر علی صاحب سیکرٹری مال پرانی انارکلی لاہور	۱۹/-
رحمت اللہ صاحب سیکرٹری مال حلقہ دہلی دروازہ لاہور	۵۳/۴/-
منظور احمد صاحب ڈی ایس او افریقن کمپنی لاہور	۳۰/۶/-
عبد الحق صاحب شاکر دارالصدر شرقی ربوہ سیکرٹری مال	۱۲/-
سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ عطاء الرحمٰن صاحب نوابشاہ سندھ	۶/-
محمد سعید صاحب سیکرٹری مال مونگ ضلع گجرات	۹/-
عبد المجید صاحب عارف والہ	۶/-
سید علی اکبر شاہ صاحب باندھی	۲۹/۸/-
عبد الکریم صاحب سیکرٹری مال اچھرہ لاہور	۶/۸/-
عبد الستار صاحب شنگو سٹریٹ لاہور	۶/-
عبد الوسیم صاحب ریلوے ڈکٹ پپ جہلم	۶/۸/-
نذیر احمد صاحب چکوال ضلع جہلم	۲۱/۸/-
صدیق احمد صاحب سیکرٹری مال ڈیرہ غازیخاں	۱۴/۸/-
صاحبزادہ محمد طیب صاحب ربوہ	۱۶/-
عطاء اللہ خاں صاحب امیر جماعت راجہ بلڈنگ مظفر گڑھ	۱۲/-
عبد الستار صاحب سیکرٹری مال اسلامیہ پارک لاہور	۲۹/-
غلام محمد صاحب پرویز سیکرٹری مال گنج مغلپورہ لاہور	۱۲/۸/-
منیر احمد صاحب سیکرٹری مال مصری شاہ لاہور	۶/۸/-
چوہدری محمد عبد اللہ صاحب سیکرٹری مال کھاریاں ضلع گجرات	۸۵/-
چوہدری اللہ دتہ صاحب سیکرٹری مال سیالکوٹ شہر	۱۹/۸/-
میاں محمد حسین صاحب سیکرٹری مال مردان	۶/۴/-
چوہدری نذیر احمد صاحب سیکرٹری مال منڈی بہاؤالدین گجرات	۱۸/-
محمد عثمان صاحب سیکرٹری مال قصور لاہور	۳۲۶/
عملہ دفتر تعلیم مولوی محمد الدین صاحب ربوہ	۲۵/-
مرزا عبد الرحمٰن صاحب کراچی	۲۰۲/۱۴/-
" " " "	۵۲/-
کیپٹن محمد سعید صاحب دارالرحمت غربی ربوہ	۶/-
عبد العزیز صاحب چک ۲/ T.D.A ضلع سرگودھا	۶/-
مبارک احمد خاں صاحب طیب عجب گھر امین آباد ضلع گوجرانوالہ	۱/-
چوہدری شبیر احمد صاحب قائمقام وکیل المال ربوہ	۶/-
فضل الرحمٰن صاحب سیکرٹری مال بھیرہ	۱۸/-
مبارک احمد صاحب دکاندار گلگت ایجنسی	۱۰/-
محمود احمد صاحب سیکرٹری مال گھمیانہ سرگودھا	۱۲/-
عبد الحمید صاحب طالب آباد سندھ	۶/-

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں اب بہت تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے۔ لیکن ابھی تک چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی سالانہ بجٹ کے مقابلہ میں محض پندرہ فی صدی ہے۔ اس وقت تک تو اس چندہ کی نصف رقم وصول ہو جانی چاہیئے تھی۔ کیونکہ یہ چندہ مئی سے لے کر دسمبر تک آٹھ مہینوں میں پورا وصول ہو جانا چاہیئے تھا۔ تا جلسہ سالانہ کا خرچ اسی چندہ کی آمد سے ادا ہو جائے۔ کئی جماعتوں کی طرف سے نصف وصولی بھی ہو چکی ہے۔ بلکہ بعض جماعتیں تو اس سال کا سال بھر کا بجٹ پورا کر چکی ہیں۔ دوسری تمام جماعتوں سے التماس ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی پوری توجہ اور محنت سے شروع کر دیں۔ اب مزید التواء کی گنجائش نہیں۔ (ناظر بیت المال)

آپ کا بچہ آپ سے انعام یا تحفہ کی تمنا رکھتا ہے!

یہ ایک فطری خواہش ہے کہ ہر بچہ اپنے کسی اچھے کام پر یا خوشی کے مواقع پر خواہش رکھتا ہے کہ آپ اسے انعام یا کوئی تحفہ دیں اور اس طرح اس کی دلداری کریں۔ انعام یا تحفہ کے انتخاب میں بہتر صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی مفید دیرپا اور دلچسپ چیز تلاش کریں۔ یہ انتخاب آپ کے بچے کی دلچسپی اور خوشنودی کا موجب ہوگا۔ اور دیر تک آپ کے متعلق احسان مندی اور شکریہ کے جذبات بھی اس کے دل میں قائم رکھے گا

مرکزی ادارہ بیر آپ کی رہنمائی کے لئے بخوشی آمادہ ہے۔ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کی زیر نگرانی شائع ہونے والا دلچسپ۔ مفید اور معلوماتی رسالہ "تشحیذ الاذہان" اس غرض کو بخوبی پورا کرتا ہے۔ آپ کے عزیز کے لئے دلچسپیوں اور معلومات کا سامان لے کر ہر ماہ گھر بیٹھے یہ آپ تک پہنچتا رہے گا۔ سال بھر میں کئی بار آپ کا یہ انعام اور تحفہ آپ کے عزیز کو پیش کیا جائے گا۔ آج ہی اس کی خریداری قبول فرمایئے۔ آپ کا عزیز یقیناً اسے پسند کرے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ سالانہ چندہ صرف پانچ روپے ہے

(مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

انیس ۱۹ سالہ تاریخی کتاب چھپ رہی ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انیس سالہ تاریخی کتاب چھپ رہی ہے وہ جو بقایا دار ہیں۔ اگر وہ جلد از جلد زیادہ سے زیادہ اس ماہ کے آخر تک مرکز میں اپنا بقایا بمد "بقایا انیس سالہ" ارسال فرمائیں۔ تو ان کا نام لانے کی کوشش کی جائے گی۔ ورنہ ایسے بقایا داران کے نام فہرست میں شائع نہ ہونگے اور افسوس کے ساتھ کاٹ دیئے جائیں گے۔ پس بقایا دار فوری توجہ فرما کر اپنا بقایا انیس سالہ ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(برکت علی خاں سابق وکیل المال تحریک جدید - ربوہ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کی بیوی ۲۰ یوم سے بیمار ہے اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کامل شفا عطا فرمائے۔ خاکسار اقبال احمد دفتر حفاظت مرکز

۲۔ خاکسار کی والدہ محترمہ ایک عرصہ سے بعارضہ درد بیمار ہیں۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جلد شفا عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین (احمد الدین چک ۱۰۹ گ ب ضلع لائلپور)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر سیکرٹری مجلس کارپرداز کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۵۱۰۷ :- میں محمد خالد ولد چوہدری محمد شریف صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن منٹگمری حال چاٹگانگ صوبہ ایسٹ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۸/۵۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے ایک مربع زمین واقع منٹگمری چک ۶۷ جی ڈی ہے۔ جس کی قیمت اندازاً دس ہزار روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گزارہ صرف جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ -/۵۰۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن کرتا رہوں گا نیز میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد :- محمد خالد معرفت مرکنٹائل بنک لمیٹڈ چاٹگانگ۔

گواہ شد :- محمد اجمل شاہد۔ بخشی بازار روڈ ڈھاکہ۔

گواہ شد :- سید خواجہ احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چاٹگانگ

نمبر ۱۵۱۰۸ :- میں سیدہ امۃ المجید زوجہ لقیتہ اللہ پیشہ خانہ داری عمر بائیس سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چاٹگانگ صوبہ ایسٹ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۸/۵۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ جو کہ ابھی تک خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔

۲- میرے زیورات یہ ہیں انگوٹھی بالیاں چوڑیاں جن کا کل وزن ۴½ تولہ ہے۔ اور یہ زیورات طلائی ہیں اور ان کی اندازاً قیمت پونے چھ صد روپیہ ہے

میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں ـــــ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کر دوں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔

الامۃ موصیہ :- امۃ المجید ۴۸ قادر ملت روڈ۔ چاٹگانگ۔

گواہ شد :- لقیتہ اللہ خاوند موصیہ ۴۸ قادر ملت روڈ چاٹگانگ

گواہ شد :- محمد اجمل شاہد مربی سلسلہ ۱۷/۴ بخشی بازار روڈ ـــ ڈھاکہ

نمبر ۱۵۱۱۰ :- میں شجاع الدین ولد ڈاکٹر لعل الدین قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ڈھیپی ڈاک خانہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ ستمبر ۱۹۵۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا حیات ہیں میرا گزارہ میری ماہوار تنخواہ پر ہے۔ میں بحیثیت اوورسیئر محکمہ نہر سے اس وقت مبلغ -/۲۴۸ روپے پاتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں۔ میں اپنی ماہوار تنخواہ مندرجہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت آخری وصیت قائم و دائم رہے گی۔

العبد :- شجاع الدین ولد ڈاکٹر لعل الدین موضع ڈھیپی تحصیل کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ c/o بیراج کالونی تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ۔

گواہ شد :- غلام سرور ملک اوورسیئر مکینیکل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ تونسہ بیراج کالونی۔ ضلع مظفر گڑھ

گواہ شد :- سلطان احمد موصی ۶۷۷۶ انسپکٹر بیت المال صدر انجمن احمدیہ ربوہ

نمبر ۱۵۱۱۱ :- میں محمد یعقوب ولد عمر الدین۔ قوم راجپوت زمیندارہ عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت تقریباً ۱۹۲۵ء ساکن نشتر آباد ڈاکخانہ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج تاریخ ۲۴ ستمبر ۵۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری غیر منقولہ جائیداد موضع سنگار تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں تھی۔ پارٹیشن میں پاکستان آ جانے کی وجہ سے اس زمین کے بدلہ حکومت پاکستان کی طرف سے ۱۵ ایکڑ زمین موضع نشتر آباد میں میرے بھائی محمد ابراہیم صاحب کے ساتھ مشترکہ ہے جو احمدی نہیں ہیں۔ میں منذکرہ بالا اپنے حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اس وقت میں محکمہ نہر میں بمشاہرہ -/۵۲ روپے ماہوار پر ملازم ہوں۔ اس آمد میں بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت ہر طرح قائم و دائم رہے گی۔

العبد محمد یعقوب ولد عمر الدین قوم راجپوت ساکن نشتر آباد تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

گواہ شد سلطان احمد موصی نمبر ۶۷۷۶ انسپکٹر بیت المال صدر انجمن احمدیہ ربوہ

گواہ شد :- غلام سرور ملک اوورسیئر مکینیکل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ تونسہ بیراج کالونی ضلع مظفر گڑھ

نمبر ۱۵۱۱۲ :- میں موج دین ولد چوہدری منشی نقو۔ قوم آرائیں پیشہ زمیندارہ عمر ۷۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن کبیر والہ۔ ڈاکخانہ خاص ضلع ملتان۔ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ ستمبر ۱۹۵۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری موجودہ جائیداد ۸ کنال رقبہ اراضی زرعی۔ واقعہ مربعہ موسومہ چاہ توکل والہ موضع کبیر والہ میں ہے۔ مذکورہ رقبہ گورنمنٹ کی طرف سے بعوض اراضی مشرقی پنجاب کے عوض مستقل الاٹ ہو چکا ہوا ہے۔ اس اراضی کا حدود اربعہ مندرجہ ذیل ہے۔

مشرق اراضی زرعی جلے خان راجپوت حصاری حال کبیر والہ مغرب اراضی جلے خان حصاری شمال اراضی امام دین راجپوت حصاری کے درمیان راستہ ہے۔ جنوب اراضی جلے خان حصاری مندرجہ بالا اراضی کی مالیت موجودہ اندازہ دو ہزار روپیہ ہوگی۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اس مندرجہ بالا اراضی میں جانب مشرق جنوب کونہ میں ایک مکان خام رہائشی و باغیچہ بمعہ ہینڈ پمپ وغیرہ رقبہ تقریباً ایک کنال میں لگایا ہوا ہے اسی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میری جو جائیداد ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میرا گزارہ مندرجہ بالا جائیداد کی آمد پر ہے۔

العبد موج دین ولد چوہدری منشی نقو۔ ساکن کبیر والہ ضلع ملتان۔

گواہ شد :- محمد الدین ولد حکیم محمد بخش قوم ونیس ساکن کبیر والہ ضلع ملتان۔

گواہ شد :- محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا

نمبر ۱۵۱۱۳ :- میں شریفاں بی بی زوجہ محمود احمد بشر قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ۔ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۹/۵۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرا خاوند بطور درویش قادیان میں مقیم ہے۔ اور میری الگ جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ مبلغ پانچ صد روپیہ حق مہر میں اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ اور میں اس وقت حق مہر پانصد روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور میں یہ اقرار کرتی ہوں کہ اس پانچ صد روپیہ حق مہر کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو یا میں خود پیدا کروں تو اس کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ ادا کروں گی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میری جو ترکہ ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد شریفاں بی بی بقلم خود۔

گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر دفتر وصیت ربوہ

گواہ شد محمود احمد بشر درویش قادیان خاوند موصیہ حال دارالیمن۔ ربوہ

نمبر ۱۵۱۱۶ :- میں عبد المجید ولد حاجی فضل الدین قوم کمبوہ پیشہ دکانداری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۲۲/۴/۵۵ ساکن میاں چنوں ڈاکخانہ خاص ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۹/۵۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری موجودہ جائیداد فی الحال کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب زندہ ہیں میری اس وقت ماہوار آمد اندازاً مبلغ ساٹھ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ العبد خاکسار عبد المجید ولد حاجی فضل دین۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا ربوہ حال میاں

جامعہ احمدیہ کی مجلس علمی میں محترم قاضی محمد اسلم صاحب کا لیکچر

(بقیہ صفحہ اول)

نفسیات کے بہت سے اصول اخذ کئے ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ انبیاء بھی روحانی طبیب ہوتے ہیں۔ اور جن کو وہ مخاطب کرتے ہیں ان کی حیثیت روحانی لحاظ سے مریضوں کی ہوتی ہے۔ چنانچہ انبیاء خدا کی تائید و نصرت کے ماتحت محل شناسی سے کام لیتے ہوئے اپنے مخاطبین سے کلام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام لوگوں کے دلوں میں اترتا چلا جاتا ہے۔ اس کے ثبوت میں محترم قاضی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب فتح اسلام میں سے ایک نہایت ایمان افروز عبارت پڑھکر سنائی۔ جس میں خاص اسی مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا مبلغین نبی کا ایک ظل ہوتے ہیں اور وہ نبی کی لائی ہوئی صداقت کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ بھی اسی محل شناسی سے کام لیں۔ جس سے نبی کام لیتا ہے۔ اور دنیا طریق اختیار کریں جو خود نفسیات کے لئے رہنمائی کا موجب ہو تا کہ جس طرح طب جسمانی سے نفسیات کے بہت سے اصول اخذ کئے گئے ہیں۔ اسی طرح طب روحانی اس کے اصولوں کو نکھارنے اور ان کی افادیت کو چار چاند لگانے کا ایک موثر ذریعہ تسلیم ہونے لگے۔

بعد ازاں آپ نے کلام میں اثر پیدا کرنے کے مختلف اصولوں پر روشنی ڈالی اور نفسیات کی متعدد اصطلاحات کو واضح کرنے کے بعد بتایا کہ ایک مبلغ کے لئے صرف یہی ضروری نہیں کہ وہ کلام کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہو۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ ایک بہترین سامع بھی ہو۔ یعنی اسے دوسروں کی بات سننے کا سلیقہ بھی آتا ہو۔ انفرادی ملاقاتوں میں ضروری ہے کہ وہ اپنے مخاطب کو پہلے بولنے کا موقعہ دے۔ اور درمیان میں لقمہ دیتا رہے کہ اس سے وہ سب کچھ کہلوا لے۔ جو اس کے ذہن میں ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کا ذہن اس کے خیالات اور اس کے ... کا پورا فوٹو اسی طرح مبلغ کے سامنے آجائے گا جس طرح ایکسرے کے ذریعہ جسم کے اندرونی اعضاء کا عکس ایک طبیب کے سامنے آجاتا ہے اس کے بعد مبلغ کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے مخاطب کے ذہنی ارتقاء اور اس کے طبعی میلانات کی مناسبت سے اس سے خود کلام کرے اور صداقت اسلام کے دلائل اس کے سامنے بیان کرے۔ اس طریق کو نفسیات کی اصطلاح میں Non-directive Therapy کہتے ہیں۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے محترم قاضی صاحب نے فرمایا۔ دوسری خوبی جس سے مبلغ کو متصف ہونا چاہیئے۔ وہ عمیق تجزیہ کی صفت ہے جسے انگریزی میں Deep Analysis کہتے ہیں۔ یہ تجزیہ افراد کا بھی ہو سکتا ہے اور اقوام کا بھی۔ افراد کا تجزیہ تو انسان ان سے ملاقاتیں کر کے۔ اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور ان کے درمیان رہنے سہنے سے کر سکتا ہے کسی قوم کے اجتماعی نفس کے تجزیہ کے لئے ضروری ہے کہ اس قوم کے لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے اور خاص طور پر مقبول عام کتابیں پڑھی جائیں اور ہر قسم کے رسم و رواج سے آگاہی حاصل کی جائے۔ اس طرح مبلغین اس قوم کی نبض پہچاننے کے قابل ہو سکتے ہیں اور وہ علاج تجویز کر سکتے ہیں کہ جو فی الواقعہ کارگر ثابت ہو سکے۔

آپ نے فرمایا ایک اور اہم بات stereo-type سے واقفیت ہے اس سے مراد وہ خیالی تصویر ہے کہ جو کسی صداقت کے متعلق کسی اجنبی کے ذہن میں مختلف اثرات کے ماتحت مرتسم ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اسلام کے متعلق یورپی اقوام کے ذہنوں میں ایک خاص تاثر قائم ہے جو صدیوں کی پیداوار ہے۔ ان کے ذہنوں میں اسلام کی جو خیالی تصویر جمی ہوئی ہے مختلف اثرات کے ماتحت صدیوں سے اس میں رنگ بھرتے چلے آرہے ہیں۔ اگر کوئی مبلغ کسی یورپی قوم تک اسلام کا پیغام پہنچاتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے معلوم کرے کہ اس قوم کے ذہنوں میں اسلام کی جو خیالی تصویر ہے اس کے صحیح خدوخال کیا ہیں اس کے بغیر وہ اس قوم کے مرض کی شدت اور اس کی کیفیت و کمیت کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ یہ اندازہ لگائے بغیر وہ جو دوائی بھی تجویز کرے گا ضروری نہیں کہ وہ کارگر ثابت ہو۔ اس طرح اس کی محنت رائیگاں جائے گی۔ اس ضمن میں آپ نے Mass observation یعنی وسیع نفسیاتی مشاہدہ پر بھی بہت زور دیا اور Group Therapy یعنی اجتماعی تزکیہ نفس کے طریق پر بھی روشنی ڈالی اور حضور ایدہ اللہ کی مجلس علم و عرفان کی مثال دیکر اس کی دو (ا)ہمیت کو واضح فرمایا۔ ان سب امور کو بیان کرنے کے بعد آپ نے آخر میں پھر اس بات پر زور دیا کہ ان اصولوں کو کام میں لا کر مبشرین اسلام اپنے وزنی اور مضبوط دلائل کو دوسروں سے منوا سکتے ہیں ان کا کام یہی نہیں ہے کہ وہ نفسیات کے ان اصولوں سے فائدہ اٹھائیں بلکہ اپنی فراست کو کام میں لا کر اپنے تجربات اور مشاہدات کے ذریعہ ان اصولوں کی افادیت اور وقعت میں اضافہ کریں تا جہاں نفسیات سے انہیں فائدہ پہنچے وہاں نفسیات کو بھی ان سے کچھ فائدہ حاصل ہو۔

آپ کی یہ دلچسپ اور معلومات افزا تقریر قریباً ۴۰ منٹ تک جاری رہی۔ تقریر کے اختتام پر سوالات کا بھی موقع دیا گیا۔ محترم قاضی صاحب موصوف نے سوالات کا جواب دیتے ہوئے اور بہت سے اہم امور کی وضاحت کی جو اور بھی زیادہ دلچسپ اور مفید ثابت ہوئی +

گندم، چاول اور بعض دیگر اشیاء کے نئے نرخ

مختلف علاقوں میں قیمتوں پر کنٹرول کے سابق احکام منسوخ

لاہور ۲۹ اکتوبر۔ مغربی پاکستان کے لئے مارشل لاء کے ناظم لیفٹیننٹ جنرل بختیار رانا نے قیمتوں پر کنٹرول کے ان تمام احکام کو واپس لے لیا ہے جو مغربی پاکستان میں مارشل لاء کے حکام نے وقتاً فوقتاً نافذ کئے تھے۔ جنرل رانا نے اب صوبے کے مختلف ضلعوں میں گندم، آٹا، چاول اور بعض دوسری اشیاء کی انتہائی قیمتیں مقرر کر دی ہیں۔

کل لیفٹیننٹ جنرل بختیار رانا کے ہیڈ کوارٹرز سے ایک حکم جاری کیا گیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اس مقصد کے تحت نئے احکام جاری کئے جا رہے ہیں کہ روزمرہ کے استعمال کی دوسری ضروری اشیاء اور سامان معقول قیمتوں پر مہیا ہوتا رہے۔ ان قیمتوں پر وقتاً فوقتاً نظر ثانی ہوتی رہے گی۔

جدول نرخ گندم اور گندم کا آٹا۔

ا۔ اضلاع ملتان، منٹگمری، جھنگ، لائلپور، سرگودھا، بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خاں، مظفر گڑھ، میانوالی، حیدرآباد، سانگھڑ، خیرپور خاص (صحرائی علاقہ کو چھوڑ کر) دادو، نوابشاہ اور خیرپور میں گندم کا تھوک نرخ تیرہ روپے من اور پرچون نرخ تیرہ روپے آٹھ آنے من۔

ان اضلاع کے لئے گندم کے آٹے کا نرخ تھوک تیرہ روپے بارہ آنے من اور پرچون نرخ چودہ روپے چار آنے من ہوگا۔

چاول:۔

اضلاع لاہور، منٹگمری، جھنگ، سرگودھا، جہلم، راولپنڈی اور لائلپور میں باسمتی تھوک ۲۷ روپے من اور پرچون اٹھائیس روپے من۔ پرمل، ہنسراج، مشکن اور دڑا تھوک بائیس روپے من اور پرچون ۲۳ روپے من اور بیگمی اور سونی کا بھاؤ تھوک ۱۸ روپے ۱۰ آنے من اور پرچون انیس روپے چھ آنے من ہوگا۔